مولانا منور حسین بالہم

بنیاد پرستی کا پس منظر

اسلام کے خلاف یہودیوں کی طریق واردات کا ایک جائزہ

بنیاد پرستی کی اصطلاح گزشتہ چند سالوں سے مغربی ذرائع ابلاغ کے ذریعے زبان زد عام ہوئی ہے۔ یہ اصطلاح پہلے پہل عیسائی قدامت پرستوں کے لیے استعمال کی جاتی تھی۔ یورپ کے دور جہالت میں مذہبی اداروں پر قابض پادری سیاہ وسفید کے مالک تھے۔ وہ جسے حلال قرار دیتے وہ حلال، جسے حرام کہتے وہ حرام ہوتا۔ وہاں کوئی قانون، قاعدہ اور دستور نہیں تھا۔ جو لوگ ان جاہلانہ عقائد پر ایمان لاتے انہیں بنیاد پرست کہا جاتا اور جو جدید علوم سے استفادہ کرتے یا انہیں پسند کرتے وہ ماڈرن کہلاتے۔ جب عام عیسائی تعلیم کی طرف راغب ہوا تو اس کی آنکھیں کھلیں، سچ اور جھوٹ ظاہر ہونے لگا۔ جدید تعلیم یافتہ طبقے نے پادریوں کی تعلیمات کو عقل اور دلائل سے رد کرنا شروع کر دیا۔

رفتہ رفتہ سائنس کی تعلیم بھی مسلمانوں سے عیسائیوں نے سیکھ لی۔ تب عیسائی پادریوں کے من گھڑت مذہبی عقائد کی قلعی کھلنے لگی تو انہوں نے سائنس کی تعلیم کو مذہب کے خلاف قرار دے کر پابندی عائد کر دی۔ اس دور میں یورپ میں سائنسی تعلیم کے ادارے موجود نہیں تھے۔ اندلس اور سمرقند کے مسلم اداروں میں غیر ملکی طلبہ بھی زیر تعلیم تھے۔ ان اداروں سے فارغ عیسائی طلبہ نے عوام اور پادریوں کو حقائق سے آگاہ کرنا چاہا لیکن وہ ایک نہ مانے...... اس طرح جدید تعلیم یافتہ طبقے اور پادریوں میں کشمکش کا آغاز ہوا۔

پادریوں نے جدید تعلیم یافتہ بالخصوص سائنسدانوں کو مذہب کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے اور بغاوت کرنے کے جرم میں قتل کرنے کے احکامات جاری کر دیئے۔ اس شورش میں ہزاروں جدید تعلیم یافتہ افراد موت کی نیند سلا دیئے گئے۔ یہ سلسلہ مدتوں جاری رہا۔ ایک طویل جدوجہد کے بعد اہل مغرب پادریوں کے تسلط سے آزاد ہوئے۔ تب سے کلیسا اور ریاست کو الگ الگ کر دیا گیا۔ اہل مغرب کے ذہنوں میں مذہب اور مذہبی ریاست کا نام آتے ہی وہی پرانی عیسائی جہالت کا تصور نمایاں ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دین اسلام اور اسلامی تحریکوں کو بنیاد پرستی سے تعبیر کرتے ہیں۔

اہل یورپ نے پادری تسلط سے آزادی کیا حاصل کی مذہب کی ضرورت اور اہمیت کو بھی اسی پس منظر میں دیکھ کر نظر انداز کر دیا۔ عیسائیت کے پادریوں نے عیسائیت کو من مانی ترامیم کے ذریعے

تراش خراش کر کھانے پینے اور کلیسائی بالادستی میں بدل دیا ہے۔ اس میں نہ روحانیت باقی ہے اور نہ ہدایت
اس کے برعکس اسلام رشد و ہدایت، امن و اخوت، رواداری اور احسان کا علمبردار ہے۔

سائنسی علوم کی ابتداء مسلمانوں سے ہوئی ہے۔ سارا قرآن کائنات پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔
اسلام اس مخصوص پس منظر میں بنیاد پرست نہیں۔ اہل مغرب اسلام کی حقیقت سے عاری ہیں۔ انہیں
اسلام پر کوئی تبصرہ کرنے سے پہلے اسلام کے اصل ماخذ کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اہل مغرب جن انسانی حقوق
کی بات کرتے ہیں ان کا تعین چودہ صدیاں قبل اسلام نے کر دیا تھا۔ علوم و فنون ہماری میراث ہیں۔
اہل مغرب نے یہ سب کچھ ہمارے آباء سے سیکھا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ ہمارے احسان مند ہونے
کے بجائے الٹے دشمن بن چکے ہیں۔ اسلام اپنی دعوت دلائل اور حکمت سے پھیلانا چاہتا ہے، اس
میں تلوار کا دخل نہیں۔ تلوار کا استعمال صرف اسی وقت ہوتا ہے، جب کوئی طاغوتی طاقت قوت سے
اسلام کو دعوت دینے سے روکے، مسلمانوں کا حاشیہ تنگ کیا جائے۔ ان حالات میں تلوار کا سہارا لینا
زندگی کا حق لینا ہے۔ پھر جہاں کہیں کوئی طاقتور کمزور کو دبا رہا ہو۔ اس سے زندگی کا حق چھین لینا چاہتا ہو
کسی کی جان، مال اور عزت سے کھیل رہا ہو وہاں تلوار کا استعمال بنیاد پرستی یا دہشت گردی نہیں بلکہ انسان
دوستی ہے۔

آج اہل مغرب بنیاد پرستی کو دہشت گردی کا لیبل لگا کر اپنی منتشر قوت کو بحال کرنا چاہتے ہیں۔ امریکہ
نے پہلے روس کا ''ہوا'' کھڑا کر کے اہل مغرب کو متحد رکھا۔ جب روس زوال پذیر ہوا تو مغرب کے پاس متحد
ہونے کی کوئی بنیاد نہیں تھی۔ ان کے اپنے مفادات ٹکرا رہے تھے۔ ٹوٹ پھوٹ کے خطرات نمایاں تھے۔
ان حالات میں امریکہ نے یورپ کو متحد کرنے اور اپنی چھتری تلے چھپائے رکھنے کے لیے ایک نئے خطرے
کا تعین کیا اور اسے بڑھا چڑھا کر اس طرح پیش کیا گیا۔ سب اس پر متفق ہو گئے کہ ''ہم اس خطرے کا اکیلے
مقابلہ نہیں کر سکتے''۔ اسی بنیاد پر مشترکہ منصوبہ بندی کی گئی۔ آج سارا یورپ امریکہ کی گود میں پناہ لیے ہوئے ہے

امریکی ذرائع ابلاغ آئے روز طرح طرح کی کہانیاں گھڑ کر انہیں مسلمانوں سے خوفزدہ کیے ہوئے ہیں۔
مغربی ذرائع ابلاغ پر یہودیوں کا قبضہ ہے۔ امریکی اداروں اور قیادت بھی یہودی اثرات کی زد میں ہے۔
یہودیوں کے مذہبی عقائد کے مطابق ان کے علاوہ سب انسان شیطان کی اولاد ہیں اور انہیں انسانی شکلیں
اللہ نے صرف اس لیے دی ہوئی ہیں کہ وہ یہودیوں کی خدمت مدارت کریں۔ یہ ان کی بدقسمتی ہے کہ وہ غیر
یہودیوں سے خدمت نہیں لے سکتے جن کی ان کے مذہبی عقائد نشاندہی کرتے ہیں۔ وہاں البتہ انہوں نے
[illegible] سے عیسائیوں کو جن کے آباء و اجداد یہودیوں کے شدید مخالف تھے اور ان میں طویل ترین

جنگیں ہوتی رہیں کو اپنی خدمت کے لیے آمادہ کرلیا ہے یہودی ذہین اور لومڑی سے زیادہ چالاک قوم ہے۔

مسلمان اور عیسائی ہر وقت ان کے اہداف ہیں البتہ وہ باری باری ان دونوں کو آپس میں لڑا کر اپنا اصل مقصد کمال مہارت سے حاصل کر رہے ہیں۔ آج بھی وہ اپنے مقاصد کے لیے عیسائی قیادت قوت اور صلاحیت کو استعمال کر کے مسلمانوں کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں۔ کل وہ کسی دوسری قوت کے ذریعے عیسائیوں کو بھی سبق سکھائیں گے۔ اپنے مذہبی عقائد کی پابندی کرنے سے کہیں یہ مطلب نہیں نکلتا کہ مسلمان دوسرے مذاہب کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ہاں اپنے نقطہ نظر کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے انہیں دعوت دینا سب کا حق ہے۔ عیسائی مشنری تمام مسلمان ملکوں میں تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ جب تک وہ تشدد کا راستہ اختیار نہ کریں انہیں کوئی نہیں روکتا۔ آپ مسلمانوں کو اسلام پر کاربند رہتے ہوئے زندگی گزارنے کا موقع دیں، وہ آپ کے لیے کوئی خطرہ نہیں۔ اگر کوئی اس دنیا کو اپنی جاگیر سمجھے، اس پر اپنی حکمرانی کے خواب دیکھے تو اسے مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آیئے ایک مثال سے یہ دیکھیں کہ اہل یورپ اسلام کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ چند سال قبل الجزائر میں جب اسلامک سالویشن فرنٹ نے بھاری اکثریت سے انتخابات جیت لیے تو مغربی ذرائع ابلاغ نے طوفان اٹھا دیا کہ مغربی تہذیب کو خطرہ ہے۔ ایک صحافی نے یہودی افکار کے ترجمان ہفت روزہ "ٹائم" میں اپنی خصوصی رپورٹ میں یہ انکشاف کیا کہ اسلامک فرنٹ والے لمبی، لمبی داڑھیوں والے ..... علی الصبح مساجد میں نمازیں پڑھنے والے اور شراب سے نفرت کرنے والے ہیں۔ ان کی عورتیں مغربی تہذیب سے نفرت کرتی ہیں اور اپنی زینت چھپانے کے لیے پردہ کرتی ہیں۔ ان اوصاف حمیدہ کو انہوں نے "جرم" سے تعبیر کیا اور اس دور میں احیاء اسلام کی اس کوشش کو مغربی تہذیب کے لیے خطرہ قرار دے کر الجزائر میں جمہوری حکومت کا راستہ روکا اور وہاں ایک فوجی حکومت مسلط کی گئی۔ نہ صرف یہ بلکہ دیگر عرب ممالک کو بھی ڈرایا کہ اگر آپ نے انتخاب کروایا تو وہاں بھی بنیاد پرست قابض ہو جائیں گے۔ ساری دنیا میں آزادی اور جمہوریت کا راگ الاپنے والے، عرب ممالک میں ملوکیت کے پشتیبان بنے ہوئے ہیں۔ ان کی جمہوریت اور انسانی حقوق کا معیار اور اس "کاز" کے ساتھ کومٹمنٹ کمٹمنٹ ہے۔ اسے ہی مغرب کا دہرا معیار کہا جاتا ہے۔

اسلام اور مغرب دو مختلف تہذیبیں ضرور ہیں۔ ان میں سازگار ماحول میں مقابلہ بھی ہونا چاہیئے۔ انسانوں کو ان کی بہتری کے لیے بہتر سے بہتر ماحول فراہم کرنا اور انہیں ایک مہذب فرد بننے میں مدد دینا، انسانی معاشرے کے ارتقاء کے لیے نیک شگون ہے۔ اگر مغربی تہذیب کو خطرہ ہے تو وہ اپنی اصلاح کریں نہ

کہ اپنے گناہوں کو چھپانے کے لیے دوسروں کو موردِ الزام ٹھہرائیں ۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مسلمان بزدل اور بے غیرت نہیں بلکہ بہادر اور غیرت مند ملت ہے ۔ اس نے کبھی کسی فرعون کے آگے سر نہیں جھکایا ۔ وہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا جانتے ہیں ۔ انہیں عیسائیت کی طرح بزدلی اور کم ہمتی کا درس نہیں دیا جاتا ۔ وہ دلیل کو دلیل سے ... تلوار کا تلوار سے اور گولی کا گولی سے جواب دیتے ہیں ۔ دہشت گرد تو خود اہل مغرب ہیں ۔ فلسطین، کشمیر، الجزائر، اراکان، بوسنیا اور چیچنیا میں ان کا کردار ایک اندھے دہشت گرد سے بھی بھیانک ہے ۔ شرم وحیا سے عاری، انسانیت، انصاف، رواداری اور مساوات سے نابلد لوگ ہمیں تہذیب سکھانے کی باتیں کرتے ہیں ۔

امت مسلمہ اگر اپنا مستقبل یاسر عرفات کی طرح کسی قاتل کے رحم وکرم پر چھوڑ دے تو وہ "نوبل ایوارڈ" کی مستحق قرار پائے گی ۔ اگر وہ ظلم کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہے تو بنیاد پرست اور دہشت گرد ٹھہرے گی ۔ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دشمن یہ کہیں تو بجا لیکن مقام افسوس ہے کہ کاسابلانکا سربراہی کانفرنس بھی اس طرح کی قرارداد منظور کرکے اللہ کے عذاب کو دعوت دی تھی ۔ ہمیں اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان ممالک میں خواہ جمہوریت ہے یا بادشاہت یا کہیں فوجی آمر ہوں، سب ہی مغرب کے چیلے ہیں اور اسی کو خوش کرنے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں، کاسابلانکا کانفرنس کو اسلامی سربراہی کانفرنس کہنا بھی اسلام کی توہین ہے ۔ مجھے قطعاً یہ یقین نہیں کہ ایسی قرارداد کوئی مسلمان تیار کر سکتا ہے ۔ اس کا مسودہ اسرائیل یا واشنگٹن سے تیار ہو کر آیا ہوگا ۔ جن ممالک نے اس کی مخالفت کی تھی وہ بھی بس ایک کارروائی سے زیادہ کچھ نہیں ورنہ اسے ایجنڈے میں شامل کرنا ہی مشکل تھا ۔ یہ ساری کانفرنس اس گناہ میں شریک رہی ۔

کشکولِ معرفت (جلد دوم) : شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ اجل، معروف سکالر اور عظیم روحانی پیشوا حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی دامت برکاتہم (اٹک) کے گرانقدر اور وقیع مکاتیب کا مجموعہ اور جن میں شریعت وطریقت، علم وعمل، دین ودنیا کی فلاح، مشکلات میں نجات کی راہ، مختلف اوقات کے مسنون وظائف، علم کے تقاضے، علم کی برکات، دسیوں مفید کتابوں کا تعارف اور زندگی کے مختلف میدانوں میں کامیابی کے راستوں کی نشاندہی کی گئی ہے جنہیں مولانا عبدالقیوم حقانی نے موزوں عنوانات، حسین ترتیب اور مفید تحشیہ کے ساتھ مرتب کر لیا ہے صفحات ۴۴۲ ۔
قیمت ۷۵ روپے ۔ ادارۃ العلم والتحقیق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ